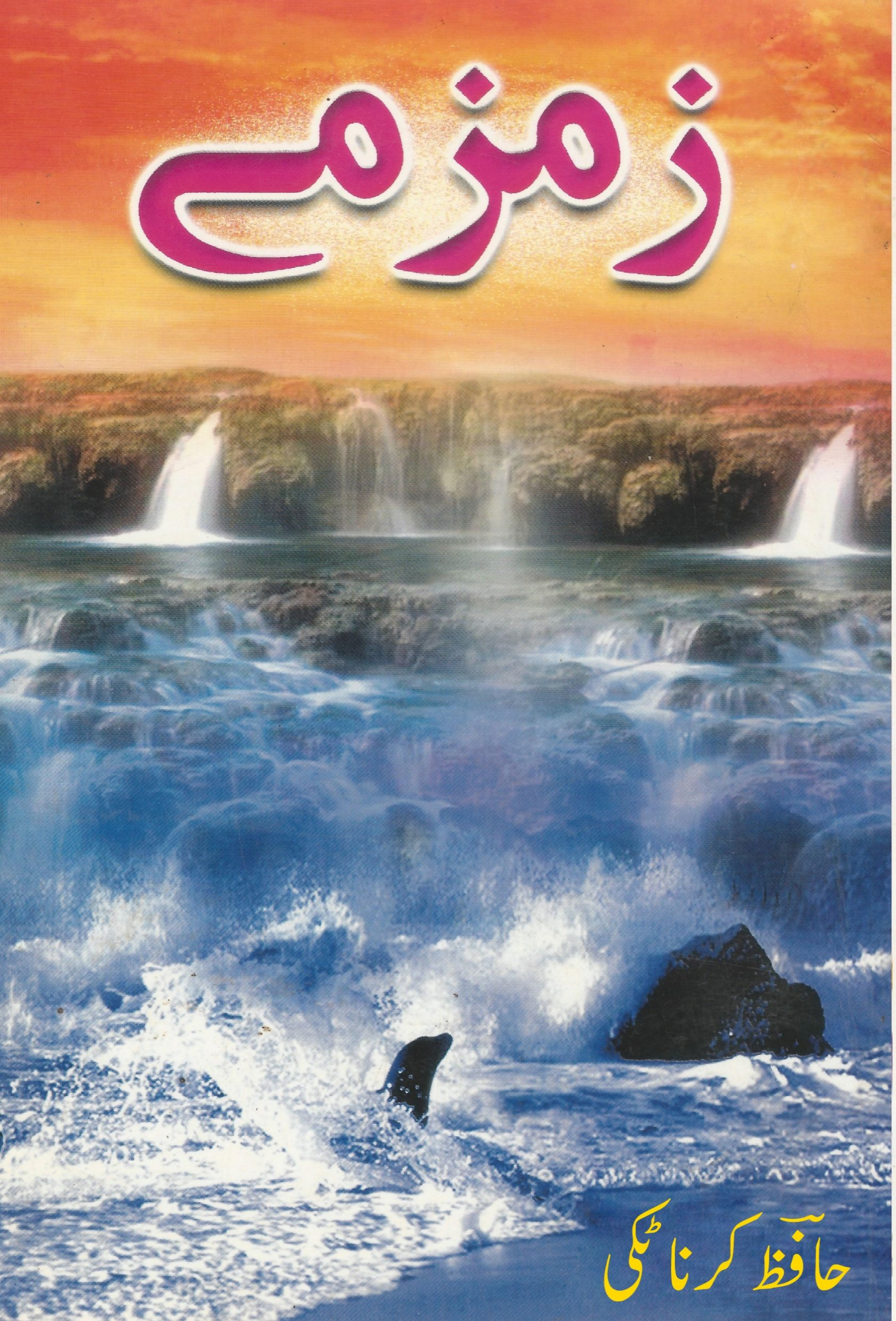

زمزمے

حافظ کرناٹکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرناٹک راجیہ اردو ٹیچرس اسوسی ایشن ضلع شاخ شیموگہ

ترانۂ کراٹا

از نتیجہ فکر امجد حسین حافظ شکار پور۔ ریاستی جنرل سکریٹری انجمن اطفال کرناٹک
و صدر ضلعی شاخ کراٹا۔ شیموگہ۔

کراٹا جو تنظیم ہے اک پرانی
اے یارو! ہے دلچسپ اس کی کہانی
کراٹا کو احمد نے اک زندگی دی
مٹایا اندھیرا نئی روشنی دی

خدا آپ کی روح کو شادر کھے
کہ فردوس میں اُن کو آباد رکھے

ہماری زمیں پر لگن ہے کرناٹا
کہ استادوں کی انجمن ہے کراٹا
کراٹے کی روشؔن نے کی رہنمائی
کریں آؤ ہم اُن کی اب ہم نوائی

ہر اک گام پر علم کے ہیں مسائل
نہیں ہیں ترقی کے حاصل وسائل
کراٹا نے استاد کی قدر کی ہے
اُنہیں کے لئے آج محفل سجی ہے

حکومت سے منوائیں گے اپنی مانگیں
خدا را ہوں پوری ہماری مرادیں

ابھی دور امید کا ہے سویرا
اندھیروں نے چاروں طرف سے ہے گھیرا

کراٹا سے کرناٹکا کی ہو شہرت
ملے اُردو والوں کو ہر وقت عزت

کرو عزم کے اب چراغوں کو روشن
بناؤ ابھی خار زاروں کو گلشن

نکل جائے گا ظلم کی آندھیوں سے
اُمیدیں بندھی ہیں بہت ساتھیوں سے

ابھی دور منزل ہے نظروں سے اپنی
قدم سے ملائیں قدم سارے ساتھی

جنیدؔی و روشؔن کی ہے رہنمائی
نہ اُردو کی دو آج سے تم دہائی

کراٹا کے روحِ رواں ہیں جنیدؔی
کہ لگتا ہے برقِ تپاں ہیں جنیدؔی
جو استادِ اُردو زباں ہیں جنیدؔی
تو ہر دم رواں ہیں جواں ہیں جنیدؔی

قیادت ہے روشؔن کی ہم سب کو حاصل
یہ اُردو سفینے کے ہیں آج ساحل

کراٹا کی تحریک پھیلے ہر اک سو
کہ ہو سرخ رو سارے صوبہ میں اُردو

کراٹا ہے ہر فرد کا اک ستارہ
کراٹا ہے اُردو کا واحد سہارا

ہم اقلیتوں کا بھی دستوری حق ہے
کہ تعلیم بھی ایک جمہوری حق ہے

حکومت بھی اب مہرباں کیوں نہ ہوگی
کراٹا کی وہ ہم زباں کیوں نہ ہوگی

کراٹا ہو ہر شہر و قریے میں قائم
خدایا رہے اس کی شہرت بھی دائم

ہر اک سمت ہو اب کراٹا کا شہرہ
ہو سرکار بھی مہرباں رفتہ رفتہ

کراٹا کے ارکان ہیں کام والے
بہت نیک ہیں یارو اُن کے ارادے

ملے اُن کو ہر کام میں کامیابی
کہ ہو مہرباں اُن پہ ساری خدائی

بڑی مشکلوں سے ہے اُبھرا کراٹا
کہ ہے چپہ چپہ میں اب اس کا چرچہ
بڑھیں آگے ارکان مل کر سبھی اب
نہ آئے عزیمت میں اُن کی کمی اب
ستاروں سے آگے ہو پرواز اپنی
کہ ایوان میں گونجے آواز اپنی
زمانے کے ہونٹوں پہ ہو نام اپنا
رہے یاد صدیوں تلک کام اپنا
رہے اس پہ چشمِ عنایت خدا کی
کراٹا پہ حافظ ہو رحمت خدا کی

زمزمے

(بچوں کے لیے)

4

حافظ کرناٹکی

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	''زمزمے''(بچوں کے لئے)
مصنف	:	حافظ کرناٹکی
صفحات	:	۱۱۴
طبعِ اوّل	:	فروری ۲۰۰۵ء
طبعِ دوم	:	جون ۲۰۱۰ء
طبعِ سوم	:	اکتوبر ۲۰۱۶ء
بہ اہتمام	:	محمد ناصر خان

ملنے کا پتہ

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

FAREED BOOK DEPOT(PVT)LTD

Corp. Off. 2158 M.P. Street, Pataudi House, Dariya Ganj, New Delhi-2

Phone : 23247075, 23289786, 23289159, Fax : 23279998 Res. : 23262486

e_mail : farid@ndf.vsnl.net.in farid_export@hotmail.com

Website : www.faridexport.com www.faridbook.com

عرض ناشر

بچوں کے محبوب شاعر حافظ کرناٹکی جب اپنے بچپن کے عہد کا تصور کرتے ہیں تو انہیں اپنے معصوم عہد کی وہ نظمیں یاد آتی ہیں جو انہیں یادوں کی خوشگوار وادیوں کی سیر کراتی ہیں۔

بچپن میں جو چیزیں ایک بار حافظے میں محفوظ ہوجائیں، تا دمِ حیات محفوظ رہتی ہیں۔ شاعر کا کہنا ہے کہ موجودہ عہد میں جو طریقۂ تعلیم رائج ہے وہ یہ ہے کہ ہر سبق کے پہلے نظم پڑھی جائے تا کہ بچوں کو سبق سے دلچسپی پیدا ہو اور نثری مضمون بھی نظم کی شکل میں حافظے میں محفوظ ہوجائے۔

شاعر نے اسی نقطۂ نظر کی بنیاد پر اپنی اس کتاب ''زمزمے'' میں تقریباً نوے (۹۰) نثری عنوانات کو نظم کی صورت میں پیش کیا ہے۔ یہ ایسا تجربہ ہے کہ اگر بچوں کو اس طرح کی نظمیں ابتدا میں یاد کرادی جائیں تو مستقبل میں اردو زبان و ادب پر انہیں کمال حاصل ہوسکتا ہے۔

محمد ناصر خان

Printed at Farid Enterprises, Delhi-6

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنی بات

میں جب پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو مجھے جو زمانہ دکھائی دیتا ہے وہ میرا بچپن ہے اور بچپن وہ عہد ہے جس کی ہر ادا معصوم ہوتی ہے۔ مجھے اس معصوم عہد کی جو چیزیں سب سے زیادہ یاد آتی ہیں وہ ہیں نظمیں۔ آج جب میں ان نظموں پر غور کرتا ہوں تو بچپن کا پورا منظر میرے سامنے گھومنے لگتا ہے اور چند لمحات کے لیے ہی سہی حال کے بکھیڑوں سے نکل کر بچپن کی ان خوشگوار یادوں میں کھو جاتا ہوں۔

بچپن وہ پاکیزہ دور ہوتا ہے کہ جو چیزیں ایک بار حافظے میں محفوظ ہو جائیں وہ تا دمِ حیات محفوظ ہی رہتی ہیں۔ اور اگر یاد کی ہوئی چیز نثر کے بجائے نظم ہو تو کالنقش فی الحجر ہو جاتی ہے۔ مگر عموماً دیکھا گیا ہے کہ بچے امتحان کے دنوں میں نثر میں کچھ یاد کرتے ہیں اور بعد میں بھول جاتے ہیں۔ اس کی وجہ غالباً خیالات کی ناموزونیت کے ساتھ ساتھ مضامین کا طول طویل ہونا بھی ہے۔ لہٰذا بعض احباب نے میری توجہ اس سمت مبذول کرائی کہ میں ریاضی، سائنس اور اس طرح کے دیگر خشک موضوعات پر نظمیں لکھوں تا کہ وہ تمام تر موضوعات بچوں کے ذہن میں محفوظ رہ سکیں۔

موجودہ عہد میں جو طریقۂ تعلیم رائج ہے وہ یہ ہے کہ ہر سبق سے پہلے (سبق کی صلاحیت) نظم پڑھی جائے تا کہ بچوں کو سبق سے دلچسپی پیدا ہو اور

نثری مضمون نظم کی شکل میں حافظے میں محفوظ ہو۔ یہ کام مشکل تو ضرور تھا مگر جب میں نے اللہ کا نام لے کر شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ موضوعات مشکل ہونے کے باوجود ناممکن نہیں ہیں اور کام ہوتا چلا گیا۔ مگر پھر بھی میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں نے ان موضوعات کا حق ادا کر دیا۔

میں ان تمام اساتذہ وطلبا کا ممنون ہوں جنھوں نے میرے لیے نظموں کے لکھنے کا اتنا وسیع میدان فراہم کیا جسے میں بھی گنگناتا ہوں اور بچے بھی گنگناتے ہیں اور یہی ان کا گنگنانا مجھے مزید لکھنے پر مجبور کرتا رہتا ہے۔

دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح توفیق دیتا رہے اور میں اس میدان میں بھرپور خدمات انجام دیتا رہوں۔

حافظ کرناٹکی

دارالحافظ، جے نگر، شکاری پور۔577427، شیموگہ، کرناٹک

فہرست

۱	بچے کی دعا	۱۱
۲	حمد	۱۲
۳	نعت	۱۳
۴	صحابہ کرامؓ	۱۴
۵	اولیائے کرام	۱۵
۶	علامہ اقبالؔ	۱۶
۷	غالبؔ	۱۷
۸	نہرو جی	۱۸
۹	امبیڈکر	۱۹
۱۰	اندرا گاندھی	۲۰
۱۱	وزیرِ اعلیٰ	۲۱
۱۲	نظم کیا ہے؟	۲۲
۱۳	غزل کیا ہے؟	۲۴
۱۴	قطعہ کیا ہے؟	۲۵
۱۵	رباعی کیا ہے؟	۲۶

۱۶	قصیدہ کیا ہے؟	۲۷
۱۷	مثنوی کیا ہے؟	۲۸
۱۸	مرثیہ کیا ہے؟	۲۹
۱۹	دہلی	۳۰
۲۰	شہر بنگلور	۳۲
۲۱	میسور	۳۴
۲۲	تاج محل	۳۵
۲۳	بولی گنبد	۳۶
۲۴	چڑیا گھر میسور	۳۷
۲۵	بینک	۳۸
۲۶	ودھان سودھا	۳۹
۲۷	پنچایت گھر	۴۰
۲۸	اسکول کا باغیچہ	۴۱
۲۹	تعلیمی سفر	۴۲
۳۰	دیہات	۴۳
۳۱	شبنم	۴۴
۳۲	کسان	۴۵
	تالاب	۴۶

۳۳	۲۰۰۳ء کی نذر	۴۷
۳۴	سمتیں	۵۰
۳۵	قطب تارا	۵۱
۳۶	طبیعیات	۵۲
۳۷	نظامِ شمسی	۵۳
۳۸	روشنی	۵۴
۳۹	سورج	۵۵
۴۰	سورج گرہن	۵۶
۴۱	قوسِ قزح	۵۷
۴۲	چاند	۵۸
۴۳	چاند گرہن	۵۹
۴۴	کہکشاں	۶۰
۴۵	مقناطیس	۶۱
۴۶	بجلی	۶۲
۴۷	شعاعی ترکیب	۶۳
۴۸	موسم	۶۴
۴۹	ہمارے دریا	۶۵
۵۰	سمندر	۶۶

۵۱	بحرِ اعظم	۶۷
۵۲	پہاڑ	۶۸
۵۳	ہمالہ	۶۹
۵۴	برِّ اعظم	۷۰
۵۵	صحرا	۷۱
۵۶	راکٹ	۷۲
۵۷	خلائی سفر	۷۳
۵۸	روبوٹ	۷۴
۵۹	پٹرول	۷۵
۶۰	ماحولیات	۷۶
۶۱	سواریاں	۷۷
۶۲	ارتھمیٹک	۷۸
۶۳	الجبرا	۷۹
۶۴	جیومٹری	۸۰
۶۵	صفر	۸۱
۶۶	عادِ اعظم	۸۲
۶۷	اعشاریہ	۸۳
۸۶	کسر	۸۴

۶۹	قوت نما	۸۵
۷۰	کیمیا	۸۶
۷۱	مادے کی حالتیں	۸۷
۷۲	جوہر	۸۸
۷۳	توانائی	۸۹
۷۴	آکسیجن	۹۰
۷۵	آلودگی	۹۱
۷۶	حیاتیات	۹۳
۷۷	پودے	۹۴
۷۸	پتے	۹۵
۷۹	خلیہ	۹۶
۸۰	دل	۹۷
۸۱	وائرس	۹۸
۸۲	جراثیم	۹۹
۸۳	پرندے	۱۰۰
۸۴	وٹامن	۱۰۱
۸۵	صلاحیتیں	۱۰۳
۸۶	اچھا شہری	۱۰۵

۸۷	شیر	۱۰۶
۸۸	سرکس	۱۰۷
۸۹	کرکٹ	۱۰۸
۹۰	جنگ	۱۰۹
۹۱	لڑکیوں کی تعلیم	۱۱۰
۹۲	سخاوت	۱۱۱
۹۳	معلم کی قدر کرو	۱۱۲

بچے کی دعا

محبت کا رستہ دکھادے الٰہی
ہمیں نیک بندے بنادے الٰہی
پڑھائی لکھائی سے ہو ہم کو الفت
بری عادتوں سے ہمیشہ ہو نفرت
سبق ہم کو انسانیت کا پڑھادے
تعصب ہمارے دلوں سے مٹادے
کہا اپنے ماں باپ کا مانیں ہر دم
کبھی بھی نہ ہوں ان کے غصّہ پہ برہم
رہے مجھ پہ تادیر ان کا بھی سایہ
جنہوں نے مجھے پڑھنا لکھنا سکھایا
رہے ان سے اپنی عقیدت ہمیشہ
کہ تعلیم بھی ہے عبادت کا حصّہ
غریبوں کا تُو مجھ کو ملجا بنادے
مجھے بے کسوں کا سہارا بنادے
دعا اے خدا آج حافظؔ کی سن لے
کہ بچوں کو ایمان کی روشنی دے

حمد

اس کو تونے بہت سنبھالا ہے
جس کے دل میں ترا اجالا ہے
کھیل تیرا یہ کیا نرالا ہے
آگ میں کیڑے کو جو پالا ہے
وہ شفق ہو کہ چاند تارے ہوں
سب میں تیرا ہی جلوہ پایا ہے
تونے آدم کو اپنی جنت سے
آزمانے یہاں اتارا ہے
ہے ثنا خواں تری ہر اک ہستی
تو نہایت ہی شان والا ہے
تو ہی جانے ہے کیا رضا تیری
آزمائش میں سب کو ڈالا ہے
وہ خدا ہی کا جلوہ ہے حافظؔ
جو یہاں روشنی اُجالا ہے

نعت

سارے جگ میں پھیلا ہے راستہ محمدؐ کا
اور ازل سے ملتا ہے سلسلہ محمدؐ کا
حق کی بات کہتے تھے، وہ سراپا حق ہی تھے
آج بھی یہ عالم ہے ہمنوا محمدؐ کا
ذکر کیا فرشتوں کا ان کا ہے خدا واصف
رتبہ سارے نبیوں سے ہے بڑا محمدؐ کا
یہ نہیں ہے انساں کے بس کی بات اے لوگو
جانتا ہے اللّٰہ ہی مرتبہ محمدؐ کا
کامل اور اکمل ہیں انبیا میں افضل ہیں
کیوں نہ ہو دعاؤں میں واسطہ محمدؐ کا
آپؐ ہی کے صدقے میں یہ جہاں ہوا پیدا
اس کا ہے خدا حافظ جو ہوا محمدؐ کا

صحابہ کرامؓ

صحابہ کرامؓ

خدا ان کو پیارا خدا کو وہ پیارے
نبیؐ چاند تھے اور صحابہؓ ستارے
ہمیشہ وہ حق بات کہتے تھے بچو
نبیؐ جی کی صحبت میں رہتے تھے بچو
وہ لڑتے تھے دیں کی حفاظت کی خاطر
تھے زندہ نبیؐ کی محبت کی خاطر
جو باطن تھا ان کا وہی ان کا ظاہر
جیے حق کی خاطر، مرے حق کی خاطر
بشارت نبیؐ نے دی جنّت کی ان کو
کہ پروا نہ تھی کوئی شہرت کی ان کو
کھلاتے تھے اوروں کو خود بھوکے رہ کر
وہ جیتے تھے کفار کا ظلم سہہ کر
ہو حافظ صحابہؓ سا ایمان پیدا
مسلمان سارے ہوں سنت کے شیدا

اولیائے کرام

اولیا سارے خدا کے دوست ہیں
بچو یہ حق کی رضا کے دوست ہیں
یہ ریاضت سے بنے ہیں اولیا
حق کے ہوتے ہیں ہمیشہ ہمنوا
وہ سدا غرقِ عبادت ہوتے ہیں
واقعی نورِ صداقت ہوتے ہیں
خلق کی خدمت پہ وہ مامور ہیں
حرصِ دنیا سے ہمیشہ دور ہیں
خلق کی خاطر دعا کرتے ہیں وہ
ہاں درِ حق پر صدا کرتے ہیں وہ
وقت پڑنے پر کرامت دیکھیے
ان کے در پر ہے شفاعت دیکھیے
ہند کے ہر چپّے میں ہیں اولیا
ان سے حافظؔ ہوتا ہے راضی خدا

علامہ اقبالؔ

شاعرِ مشرق تھا علامہ تھا وہ
ہند کی تہذیب کا شیدا تھا وہ
ہند کا وہ اک بڑا تھا فلسفی
گھپ اندھیرے میں ہو جیسے روشنی
اس نے جب اللّٰہ سے شکوہ کیا
تو جوابِ شکوہ بھی خود ہی لکھا
علم کے آکاش کا وہ آفتاب
شاعری سے اس کی آیا انقلاب
خوابِ غفلت سے جگایا قوم کو
اک نیا رستہ دکھایا قوم کو
واقعی وہ شاعرِ اسلام ہے
اور 'خودی' ہی اس کا اک پیغام ہے
یاد رکھنا اس کو اے حافظؔ سدا
نغمہ سب کے لب پہ ہے اقبالؔ کا

غالبؔ

تمھیں ہوگی معلوم خود شانِ غالبؔ
پڑھو شوق سے تم بھی دیوانِ غالبؔ
اسے فارسی سے محبت بہت تھی
مگر اس کی اردو کی شہرت بہت تھی
ظفرؔ شہ کا استاد تھا دوستو! وہ
کہ ہر حال میں شاد تھا دوستو! وہ
زمانہ بہت کچھ لکھا ہے لکھے گا
ہر اک دور یاد اس کو کرتا رہے گا
بہت سوں کے روشن ہیں نام ونشاں اب
ہے غالبؔ سا دنیا میں شاعر کہاں اب
کلام اس کا ہے سلسلہ روشنی کا
کہ حافظؔ ہے اک فلسفہ زندگی کا

نہرو جی

سب کے پیارے چاچا نہرو
جیسے کوئی پھول کی خوشبو
بچوں سے تھی ان کو الفت
پائی سارے جگ میں شہرت
زخمی دل کے مرہم تھے وہ
پہلے وزیرِاعظم تھے وہ
انگریزی کے آتھر بھی تھے
بچو اپنے لیڈر بھی تھے
پنج سالہ منصوبے بنائے
بڑھتے رہے ہم آگے آگے
حافظؔ امن کے دیپ جلائے
نہرو جیسا پھر کوئی آئے

امبیڈکر

ہند کے معمار تھے امبیڈکر
فرقوں سے بیزار تھے امبیڈکر
رکھ دیا ماں باپ نے سکھ پال نام
ان کو پڑھنے اور لکھنے سے تھا کام
تھے دلت کے پیشوا اور ہمنوا
واقعی وہ ہند کے تھے رہنما
تھے وہی تو ہند کے دستور ساز
ہند والوں کو نہ کیوں ان پر ہو ناز
بھیم راؤ امبیڈکر بھارت رتن
بچو دھرتی پر وہ لگتے تھے گگن
اک تعلق جو کتابوں سے رہا
عمر بھر قائم رہا وہ سلسلہ

اندرا گاندھی

دیس پر قربان خود کو کر دیا
نام ہے اس کا شہیدوں میں لکھا
چاچا نہرو کی چہیتی بیٹی تھی
اور راجیو گاندھی کی ماتا بھی تھی
لو سنو کہ اندرا گاندھی تھی کیا
تھی یتیموں ، بے کسوں کی ہمنوا
دیس بھگتوں کے لیے گلشن تھی وہ
دیس کے غداروں کی دشمن تھی وہ
تھی وزیرِاعظم ہندوستان
عزم تھا مضبوط اور ہمت جواں
تھی سیاست کے خزانے کا گہر
واقعی وہ ایک لیڈر تھی نڈر
پوچھیے ہم سے یہ حافظ کیا ہے وہ
ہند کی تاریخ کا حصہ ہے وہ

وزیرِ اعلیٰ

ہے اپنا صوبہ بڑا نرالا
کہ کرشنا جی ہیں وزیرِ اعلیٰ
ترقی کا، مل گیا سنبھالا
کہ خوش نما ہے ہر ایک قریہ
کسان صوبے کے محنتی ہیں
جو مال والے ہیں وہ سخی ہیں
تھے قریے قریے میں کچے رستے
بنے ہیں اب کے وہ پکے رستے
اگی ہیں فصلیں سہانی فصلیں
ہیں آب پاشی کو ساری نہریں
ہیں سچے لیڈر وزیرِ اعلیٰ
بڑا ہے صوبے میں ان کا رتبہ
وچار ان کے ہیں اونچے حافظؔ
وہ پورے کرتے ہیں وعدے حافظؔ

نظم کیا ہے؟

شاعری کی دو صنفیں ہیں نظم و غزل
اردو میں ان کی شہرت ہے بچو اٹل
نظم پابند ہے نظم آزاد بھی
یہ کبھی نثر ہے اور معریٰ کبھی
نظم پابند میں وزن ہوگا میاں
اور آزاد میں بھی ہے اس کا نشاں
نظمِ پابند کا طرز ہے جو لطیف
اس میں پاؤ گے تم قافیہ و ردیف
نثری نظموں میں بس نثر ہی نثر ہے
وزن اور قافیہ ہے نہ ہی بحر ہے
وزن اور قافیے جن کو مشکل ہوئے
نثری نظمیں عموماً وہ کہنے لگے
وزنِ نظمِ معریٰ میں ہے دوستو
اس کو تم بے ردیف و قوافی کہو

مثنوی ہو قصیدہ ہو یا مرثیہ
نظم کا ملتا ہے بچّو ہم کو پتہ
نظم میں سلسلہ ہے خیالات کا
ایک دریا سا ہے دیکھو جذبات کا
وہ مخمس ہو یا ہو مسدس کوئی
یہ بھی اک شکل ہے نظمِ پابند کی
وہ غزل ہو کہ ہو نظم بچّو سنو
دونوں یکساں ہیں شہرت میں بس جان لو
جوشؔ کی نظمیں مشہور ہیں ہر جگہ
ہیں غزل کے جگرؔ واقعی بادشہ
نظم میں جو کہانی کہی جائے گی
شوق سے اے میاں وہ سنی جائے گی
نظمیں سیمابؔ و اقبالؔ نے بھی لکھیں
جو نہایت ہی مشہور ثابت ہوئیں
کرتا ہوں بچّوں کے واسطے میں دعا
نظمیں بچّوں کی لکھتا ہوں حافظؔ سدا

غزل کیا ہے؟

ہے غزل میں زندگی سے گفتگو
کہتے ہیں اردو کی ہے یہ آبرو
ہاں غزل میں عاشقی کا عکس ہے
میکدے کی روشنی کا عکس ہے
شعر اس کے یاد رکھے جاتے ہیں
بچّو یہ ہر اک کے دل کو بھاتے ہیں
میرؔ و غالبؔ کی غزل مشہور ہے
اس میں عشق و فلسفہ کا نور ہے
ہے غزل ہندی میں ایرانی میں ہے
اک نشہ سا اس کے شعروں ہی میں ہے
شعر غزلوں کا ہر اک آزاد ہے
حسن اور حکمت سے جو آباد ہے
نظم پر بچّو غزل بھاری ہوئی
اس کی شہرت بڑھ رہی ہے آج بھی
بن کے کیوں بچّوں کا شاعر ہی رہوں
اب غزل حافظؔ کوئی اچھی کہوں

قطعہ کیا ہے؟

کم سے کم چار مصرعے ہیں قطعہ سنو
لطف لے لے کے اشعار اس کے پڑھو
لو سنو مجھ سے تم آج قطعے کا حال
اس میں ہوتا ہے اک مرکزی سا خیال
شاؔد و اخترؔ کے مشہور قطعے ہوئے
مر کے وہ اپنے قطعوں میں زندہ رہے
ہر کسی کو نہیں آتا قطعے کا فن
ہے الگ بچّو! یہ ایک طرزِ سخن
ابتدا میں نہ قطعہ کا فن آئے گا
یہ میاں خود ہی دو شعر بن جائے گا
قطعے دلکش کہو مختصر بحر میں
ہوں گے مشہور یہ فکر کے شہر میں
طفلگاں کے لیے تم بھی قطعے کہو
اور حافظؔ جی استاد بن کے رہو

رُباعی کیا ہے؟

ہے رباعی ربع سے بچّو سنو
چار مصرعوں کو تم اس کے پہچان لو
ہیں رباعی کے اوزان ہی کچھ الگ
جانتا ہے اسے اردو والوں کا جگ
کرتی ہے یہ نصیحت کی باتیں بہت
اس میں ہیں بس صداقت کی باتیں بہت
اس کا اک وزن مخصوص ہے دوستو
قطعے سے ہے رباعی الگ جان لو
ہاں رباعی تو فارس کی ایجاد ہے
فارسی اور اردو میں آباد ہے
ہیں رُباعی کے اُردو میں شاعر بہت
جوشؔ و امجدؔ بھی ٹھہرے ہیں ماہر بہت
تم بھی حافظؔ رباعی کہو بار بار
لاؤ بچّوں کی نظموں میں تازہ بہار

قصیدہ کیا ہے؟

فارسی، عربی میں گونجی اس کی صدا
شان میں بادشاہوں کی لکھا گیا
لفظوں کی شان و شوکت ملے گی یہاں
باوقار اس کا ہوتا ہے بچّو بیاں
ہے قصیدے میں طنز اور تعریف بھی
کیفیت اس میں ہوتی ہے اک نظم سی
اس میں دیکھو گے تم نقشہ ماحول کا
پاؤگے شعروں میں سایہ ماحول کا
صنف ہے اک پرانی قصیدہ میاں
خاص اور عام کی ہے یہ خود ترجماں
اس کے اجزا میں تشبیب ہے اورگریز
مدح وذم ، مدعا اور دعا نغمہ ایز
ماہرِ فن نہ ہو گر قصیدہ نگار
تو قصیدہ نہ لکھے گا وہ شاندار
ہے قصیدے میں سوداؔ کا مشہور نام
روحِ سوداؔ کو حافظؔ ہمارا سلام

مثنوی کیا ہے؟

لفظِ مثنیٰ سے یہ جو میاں ہے بنی
دو کے معنی کو ظاہر کرے مثنوی
خوب عربی میں اور فارسی میں چلی
آکے اردو میں بھی خوب پھولی پھلی
موزوں پائی گئی داستاں کے لیے
یہ مناسب ہے نظمِ رواں کے لیے
سیدھی سادی ہے جو مثنوی کی زباں
ہے حسنؔ میر کی خوب سحر البیاں
اس میں تہذیب کا عکس دیکھو میاں
ملتا ہے جابجا اک سماجی بیاں
شیخ رومی جو گزرے ہیں اک مولوی
ان کی دنیا میں مشہور ہے مثنوی
مثنوی کے بھی مخصوص اوزان ہیں
جو غزل کی طرح بچّو آسان ہیں
حافظؔ اس کی فضا کو بناتے رہو
بچّوں کو مثنوی تم پڑھاتے رہو

مرثیہ کیا ہے؟

نظم جو مرنے والوں کے غم میں لکھیں
اس کو ہم اے میاں مرثیہ ہی کہیں
مرثیے لکھنؤ میں لکھے جاتے تھے
اور محرم میں بچّو ! پڑھے جاتے تھے
جل اٹھے یوں خیال و نظر کے دیے
شاعروں نے لکھے کتنے ہی مرثیے
مرثیوں میں ملے منظرِ کربلا
جھوٹ اور سچ کا ہے بچّو اک معرکہ
مرثیے کے ہیں شاعر انیسؔ و دبیر
مرثیے میں نہیں ان کی کوئی نظیر
مرثیے میں ہے جذبات کی انتہا
ہے یہ رونے رلانے کا اک سلسلہ
اونچی اک تان سے اپنے ایمان سے
مرثیہ تم بھی حافظؔ کہو شان سے

دہلی

دلّی ہندوستان کا دل ہے
کتنی رنگین اس کی محفل ہے
آگرہ جا کے دیکھ تاج محل
کتنا سندر ہے جمنا کا آنچل
لال قلعہ ہے مغلوں کا شہکار
جامع مسجد کی دیکھ جا کے بہار
پارلیمنٹ ہاؤس جا کے دیکھ ذرا
انڈیا گیٹ کی بھی کھانا ہوا
روشنی روح و دل میں پھیلے گی
کر زیارت چراغ دہلی کی
کرنا محبوبؒ[۱] کی زیارت بھی
تازہ کر یاد میر و خسرو کی

[۱] حضرت نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ

من اگر تیرا ہو گیا ہے اُچاٹ
دیکھ جاکر ذرا سمادھی گھاٹ
ہند کا آج ہے یہ صدر مقام
حافظؔ اس کا ہے دنیا بھر میں نام

شہر بنگلور

تم اسے بچّو شہرِ گلستاں کہو
حسن کو اس کے جنت کا داماں کہو
اس کا موسم ہر اک کو لبھائے نہ کیوں
کھچ کے ہر شخص اس سمت آئے نہ کیوں
ہند بھر کی زبانوں کا مرکز ہے یہ
اور سیاسی اڑانوں کا مرکز ہے یہ
دور تک ہیں تجارت کے جو سلسلے
بین الاقوامی شہرت ملی ہے اسے
رات بھر راستے جاگتے ہیں یہاں
آدھی شب میں بھی ہے دیکھو دن کا سماں
لوگ مصروف رہتے ہیں ہر ایک پل
کام ہی کام ہے آج ہو یا ہو کل
مہنگا ہوتا ہے بچّو مکانوں کا بھاؤ
رسمی ہوتا ہے لوگوں کا سب رکھ رکھاؤ
گھڑیاں بنتی ہیں ایچ ایم ٹی کی دوستو
اور یہ فارین میں بھی بکتی ہیں دوستو

آئی ٹی آئی میں فون دیکھو میاں
قلعہ ٹیپو کا پاؤ گے بچّو یہاں
جو لگایا تھا ٹیپو نے اک لال باغ
کرتا ہے وہ معطر ہمارا دماغ
جو کبن پارک ہے اک سہانا چمن
وہ نظر آئے دھرتی پہ پیارا گگن
شیر جو ہیں بنرگٹے میں دوستو
جا کے ان کا بھی اک دن نظارہ کرو
میوزیم میں ہے سائنس کا اک جہاں
تجربہ گاہ کا ہے یہاں اک سماں
عالموں کا ہے مرکز سبیل الرشاد
اس کے نظّارے سے ہوتی ہے روح شاد
بنتے ہیں ایچ اے ایل میں ہوائی جہاز
اپنے صوبے کو کیوں کر نہ ہو اس پہ ناز
کیمپے گوڑا کا ہے شہر یہ دوستو
اس کو جنت دکن کی میاں اب کہو
میری آنکھوں کا بچّو یہی نور ہے
لب پہ حافظؔ سدا ذکرِ بنگلور ہے

میسور

شہر کرناٹک میں جو میسور ہے
دنیا بھر میں آج وہ مشہور ہے
بچّو ہے یہ ٹیپو سلطاں کا نگر
دل نشیں ہے اس کا تاریخی سفر
دریا دولت باغ جا کر دیکھیے
''زُو'' کو یارو دل لگا کر دیکھیے
گنبدِ ٹیپو پہ پڑھنا فاتحہ
اور ان کے حق میں تم کرنا دعا
محل راجا کا حسیں ہے دیکھیے
فرش پہ عرشِ بریں ہے دیکھیے
ہے بڑا دلکش یہ تفریحی مقام
کاویری پر ہے کنم باڑی کا ڈیم
پھولوں کی کلیوں کی رنگ ونور کی
بات حافظؔ تم کرو میسور کی

تاج محل

ہے کنارے یہ جمنا کے اک شاہ کار
دیکھنا چاندنی میں تم اِس کی بہار
یادِ ممتاز میں یہ بنایا گیا
سنگِ مرمر سے اس کو تراشا گیا
شہ جہاں نے بنایا بڑے شوق سے
برسوں اس کو سجایا بڑے شوق سے
ہاں یہ بھارت کے محلات کا تاج ہے
سب کے دل پہ اسی کا سدا راج ہے
اس کی کاری گری ہے بڑی بے مثال
واقعی ہے زمانہ میں یہ لازوال
ایک شفاف آئینہ سمجھوں نہ کیوں
اس کو نرگس کا گلدستہ کیوں نہ کہوں
اب مٹائے گا نقش اِس کے کیسے کوئی
تاج حافظؔ جی کیوں کر بنائے کوئی

بولی گنبد

دورِ عادل کو اب دل میں تازہ کریں
بولی گنبد کا آؤ نظارہ کریں
ایک آواز کو سنیے گا سات بار
لطف دے گی بہت، خود ہی اپنی پکار
سات عجائب میں ہے بولی گنبد شمار
صدیاں گزریں ابھی تک ہے یہ باوقار
اس کی تعمیر کا اک عجب ہے ہنر
اور ششدر ہیں برسوں سے انجینیر
ہاں یہ سیاح کی آنکھ کا نور ہے
بولی گنبد زمانے میں مشہور ہے
گونج کی تجربہ گاہ کہیے اسے
بنتے ہیں کتنے آواز کے زاویے
فن کا شہکار حافظؔ اسے مانیے
بولی گنبد کی شہرت کو پہچانیے

چڑیا گھر میسور

جانور ہر طرف کے ملیں گے یہاں
چھوٹا جنگل اسے ہم کہیں گے میاں
ہر طرف پاؤ گے تم پرندوں کی ڈار
دیکھنا شیروں کی اک بڑی وہ کچھار
ہے شتر مرغ، ہاتھی ہے، گینڈا بھی ہے
اونٹ ہے، بارہ سنگھا ہے، بگلا بھی ہے
کتنی پیاری ہے ہرنوں کی لمبی قطار
سب کو رنگوں کی دکھلاتی ہے یہ بہار
بندروں کی اچھل کود ہے جا بجا
طوطے مینا کی ہے کتنی دلکش صدا
جمع ہیں ناگ اور اژدھے اک جگہ
دور سے ان کا نظّارہ کرلو ذرا
شہر میں چھوٹا جنگل ہے اک ہو بہو
کیا تماشا دکھاتا ہے حافظؔ یہ ''زُو''

بینک

کچھ پیسوں کو جوڑو اب
ایس بی کھاتہ کھولو اب
کھاتہ بینک میں کھولو تم
بینک کے ساتھی ہو لو تم
بینک میں رکھنا ہے دولت
پھر ہو انفاق کی نیت
بینک میں اسکیمیں ہیں کئی
اپناؤ تم ان کو بھی
بچّو سیونگ کرنا تم
پچھتانے سے بچنا تم
حافظؔ بینک کے سائے تلے
دیس ہمارا آگے بڑھے

ودھان سودھا

بہت حسیں ہے ودھان سودھا
ہے آئینہ جیسا اس کا چہرہ
یہ اپنے صوبے کا دل ہے یارو
کہ دیکھنے میں سجل ہے یارو
یہاں قوانین بنتے ہیں جو
چلائے جاتے ہیں صوبے پر وہ
بجٹ کو منظور کرتا ہے یہ
دلوں میں سب کے اترتا ہے یہ
ہے اکثریت کا راج اس پر
اقلیّت کا بھی ہے یہ رہبر
یہاں جو رہتے ہیں اپنے لیڈر
ہے جذبۂ قوم ان کے اندر
بہت ہے چرچا اسی کا حافظؔ
ہے شان اپنی ودھان سودھا

پنچایت گھر

گاؤں میں پنچایت گھر ہے
سب کے لئے سکھ کا ساگر ہے
پیپل کی چھایا میں آؤ
آؤ یاں انصاف کو پاؤ
پنچوں کی یہ مریادا ہے
پنچ کا یہ اک آئینہ ہے
یہ جو عدالت قریے کی ہے
صدر ہیں مکھیا جی اب اس کے
ہر جھگڑے کو دور ہٹاؤ
امن کا ضامن اس کو بناؤ
حافظؔ پنچایت گھر جاؤ
باتیں نصیحت کی کچھ پاؤ

اسکول کا باغیچہ

یہ جو اسکول کا چھوٹا سا باغ ہے
بچّو اپنا لگایا ہوا باغ ہے
حسن اسکول کا یہ بڑھاتا ہے اب
یہ دلوں کو ہمارے لبھاتا ہے اب
کھیل کے گھنٹے میں پانی دیتے ہیں ہم
اورحفاظت بہت اس کی کرتے ہیں ہم
ہم کو احساسِ محنت دلاتا ہے یہ
کام کا اک سلیقہ سکھاتا ہے یہ
خوش نما پھول ہیں اس بغیچہ میں کیا
دل لبھاتی ہے ہراک کو اس کی فضا
ہم کو دے گا نباتات کا یہ سبق
بچّے بچّے کا بنتا ہے اب اس پہ حق
بن کے بچّوں کے اسکول میں رہنما
آؤ حافظؔ اگائیں نیا باغیچہ

تعلیمی سفر

گرم تعلیمی سفر کی ہے خبر
ہوں گے سارے ساتھی اپنے ہم سفر
پانچ دن کا ہے جو تعلیمی سفر
اس کی تیاری پہ ہے اپنی نظر
دیکھیں گے ہم ساحلِ مدراس کو
اور بجھائیں گے نظر کی پیاس کو
ہم بھی دیکھیں گے جہازوں کا سماں
دل نشیں ہوگا سمندر کا جہاں
جائیں گے پھر کولم اور ناگور ہم
دیکھیں گے پانڈیچیری کا آشرم
کیوں نہ دیکھیں جا کے ہم میٹور ڈیم
سنتے ہیں اس کا بہت لوگوں میں نیم
بڑھتا ہے حافظؔ سماجی رابطہ
ہے یہ تعلیمی سفر کا فائدہ

دیہات

ذرا آج ٹھنڈی ہوا کھا کے آئیں
چلو بچّو دیہات ہم جا کے آئیں
بڑے سیدھے سادے ہیں دیہات والے
ہیں بچّو وہ پاکیزہ جذبات والے
جو دیہاتی ہیں وہ بڑے محنتی ہیں
یہ غربت کے آنگن میں اک روشنی ہیں
وہ کھیتوں کو دیکھو وہ کھلیان دیکھو
کہ ہیں بارشیں بھی مہربان دیکھو
یہاں ہر طرف کچے پکے مکاں ہیں
مویشی بھی کھیتوں کی جانب رواں ہیں
یہاں شہد جیسا ہے پنگھٹ پہ پانی
لبھاتی ہے معصوم سادہ بیانی
اے حافظؔ نہایت ہی دلکش فضا ہے
کہ قریے میں رہنے کو جی چاہتا ہے

شبنم

اوس بنتی ہے بچّو برستی نہیں
دن کے جلوے میں کچھ اس کی ہستی نہیں
رات میں جب رطوبت زیادہ بڑھے
کہ ہر لمحہ شبنم کی چادر بچھے
باغ میں جب بھی شبنم چمکنے لگے
برگ و گل پہ یہ موتی دمکنے لگے
اس کی تصویر دل میں اتارا کریں
آؤ شبنم کا مل کر نظارہ کریں
اوس سے بچّو خود کو بچاتے رہو
تم سویٹر بدن پر سجاتے رہو
اوس کو کرنیں سورج کی پی جائیں گی
پھر نہ موتی سی بوندیں نظر آئیں گی
اوس نعمت خدا کی ہے حافظؔ سنو
اس کا نظّارہ ہر صبح تم بھی کرو

کسان

عجیب اس کی شان ہے
یہ ہند کا کسان ہے
وطن کی اس سے شان ہے
سبھوں میں اس کا مان ہے
اگاتا ہے اناج یہ
غذا پہ اس کا دھیان ہے
ہے محنت اس کی آبرو
مہان ہے مہان ہے
یہ دیس بھگت کیوں نہ ہو
معاف ہر لگان ہے
جو سوکھا پڑ گیا کبھی
تو سخت امتحان ہے
اسی کے دم سے حافظؔ اب
ہماری آن بان ہے

تالاب

دلکش ہے خوبرو ہے
گاؤں کی آبرو ہے
چوپایوں کا سہارا
قریے میں سب کو پیارا
ہے دھوبیوں کا مسکن
یا مچھلیوں کا درپن
بچّے نہائیں اس میں
خود کو لبھائیں اس میں
ہیں پیڑ کیا سہانے
تالاب کے کنارے
تالاب کے کنارے
دیکھو وہ بگلے پیارے
سورج جو ڈوب جائے
تو چاند بھی نہائے
حافظؔ یہ پیارا چندا
دلکش مجھے ہے لگتا

۲۰۰۳ء کی نذر

کیسا برس یہ آیا ہے
ہر جانب بس سوکھا ہے
بادل گھر کے آتے نہیں
بارش اب برساتے نہیں
آنکھیں لگی آکاش پہ ہیں
امیدوں کی لاش پہ ہیں
تیرا قہر ہے یہ کیسا
پانی دے دے اے مولیٰ
سوکھے پڑے ہیں سارے کھیت
اڑتی چاروں جانب ریت
مانگیں پانی اب کس سے
کنویں سارے ہیں سوکھے

پیاسے مویشی ہیں اللّٰہ
پانی برسا دے مولا
ہم تو خوش تھے ہزارے سے
پیارے پیارے نیارے سے
روٹھ گئی ہے خوش حالی
بڑھنے لگی ہے مایوسی
غربت کا بس چرچا ہے
آٹا تیل بھی مہنگا ہے
دیکھو اب کیا ہوتا ہے
موسم دھوکا دیتا ہے
مندا ہر بازار ہے اب
بیوپاری بیزار ہیں سب
ہر جانب ہے ڈاکہ زنی
آج نہیں محفوظ کوئی

راحت کاری جاری ہے
جیون پھر بھی بھاری ہے
ظلم و ستم کے مارے سے
کیا پائیں گے ہزارے سے
ویراں اب بغداد ہوا
اس کا سکوں برباد ہوا
لٹتے ہیں کشمیری سب
بڑھ گئی دہشت گردی اب
ہند و پاک قریب آئیں
دونوں یار اب بن جائیں
مسئلہ حل ہو فلسطیں کا
گونجے امن کا اب نغمہ
قسمت سب کی بن جائے
ہم سب کو اب چین آئے
فرقہ پرستی مٹ جائے
بھارت جنت کہلائے

سمتیں

مشرق، مغرب، شمال، جنوب
سورج ہوگا کہاں غروب
سن لو، سن لو، سن لو، پیارے
قدرت کے ہیں کھیل یہ سارے
سمتِ مشرق سورج نکلا
سمتِ مغرب جاکر ڈوبا
رفتہ رفتہ روشنی اس کی
چاروں جانب پھیلی چمکی
یہ ہے مغرب وہ ہے شمال
سب کچھ قدرت کا ہے کمال
مشرق اور جنوب الگ
چار سمت سے بنا یہ جگ

قطب تارا

تم نے قطب تارا جو دیکھا
اسکو کہتے ہیں دھرو تارا
قطب شمالی اس کا ٹھکانا
نہیں بدلتا مقام یہ اپنا
گھومے اپنے ہی محور پر
لگائے سورج کے یہ چکر
خود تو شمال میں ہے اٹھلاتا
سمتیں جہازوں کو دکھلاتا
حافظؔ دل کو لبھاتا ہے یہ
نیا اجالا دیتا ہے یہ

طبیعیات

علم جو مادّے کا ہے سکھلائے
چاند تاروں میں ہم کو لے جائے
اس سے بنتے ہیں جوہری ہتھیار
امن والوں کی اس پہ ہے پھٹکار
یہ زمیں کے خزانے دکھلائے
اور زمیں پر یہ آسماں لائے
ہے دماغ اس کا جو الیکٹرانی
ہوتی ہے اس پہ سب کو حیرانی
اس نے کی ایکس رے کی ہے ایجاد
ٹیلی ویژن سے کر رہی ہے شاد
راکٹ اس کے سہارے چلتے ہیں
کام اس سے کئی نکلتے ہیں
یہ طبیعیات کے جو شعبے ہیں
حافظؔ ان کے بڑے کرشمے ہیں

نظامِ شمسی

آؤ سن لو میرے پیارے
اک سورج ہے نو سیارے
زمین بھی ہے اک سیارہ
رب نے دیا ہے جس کو سہارا
اپنے محور پر یہ گھومے
سورج کے یہ چکر کاٹے
زمیں کی گردش سے دن رات
سمجھو بچو میری بات
کاٹے چکر یہ سورج کے
موسم اس سے سارے بدلے
شکل بیضوی جس کی ہے
وہی نظامِ شمسی ہے

روشنی

جانداروں کی ہے زندگی روشنی
دن کے چہرے پہ ہے روشنی سے ہنسی
روشنی ہی سے پودے غذا پاتے ہیں
روشنی سے اندھیرے چلے جاتے ہیں
روشنی ہی کے دم سے ہے سورج گہن
جگمگاتا ہے خود روشنی سے گگن
روشنی سے ہے صحرا میں قائم سراب
بچو سورج میں ہے روشنی بے حساب
روشنی سیدھے خط میں گزر جائے گی
ہو رکاوٹ تو خود ہی بکھر جائے گی
کالی اشیا میں حافظؔ یہ کھو جاتی ہے
منعکس اجلی اشیا سے ہو جاتی ہے

سورج

سورج کے دم سے بچو دنیا میں ہے اجالا
سورج نہ ہو تو چہرہ دنیا کا ہوگا کالا
سورج میں مادے کی حالت پلازمہ ہے
پوچھو یہ آج ہم سے کیسی ہے اور کیا ہے
ہاں گیس سے زیادہ ہلکی پلازمہ ہے
بچو یہ تیز گرمی کی خود ہی رہنما ہے
سورج کی روشنی سے بنتا ہے بھاپ پانی
لیتی ہے جنم بچو! بادل کی پھر کہانی
اک سرخ شعلہ بن کر سورج دہک رہا ہے
سورج کی روشنی سے چندا چمک رہا ہے
سولار ہیٹروں کو سورج نے دی حرارت
سورج کی پیڑ پودوں پر ہوتی ہے عنایت
حافظؔ یہ شام کا جو چہرہ ہے گویا فق ہے
سورج کے ڈوبنے سے آکاش پر شفق ہے

سورج گرہن

سورج ہے سیاروں کا مرکز بچو
سورج گرہن کے بارے میں تم بھی سنو
چاند، زمیں، سورج تینوں ہیں گردش میں
بچو واقعی تینوں ہیں یہ لغزش میں
تینوں اک سیدھے خط میں جب آتے ہیں
چاند کو بیچ میں بچو تب ہم پاتے ہیں
چاند کا سایہ دھرتی پر جب پڑتا ہے
گہن یقیناً سورج کو لگ جاتا ہے
گہن کا وقفہ واقعی چھوٹا ہوتا ہے
دیکھ تماشا وقت یہ تو کیوں کھوتا ہے
وہموں کو سب دل سے نکالو اے بچو
گرہن ہے قدرت کا عمل اس کو سمجھو
کالے شیشے سے حافظؔ گرہن کو دیکھ
دل کے آئینے میں اب بچپن کو دیکھ

قوسِ قُزَح

موسمِ برسات میں بنتی ہے یہ
سات رنگوں سے سجی رہتی ہے یہ
سات رنگوں کی کمانی دھاریاں
دل لبھائے سات رنگوں کی کماں
بنتی ہے قوسِ قزح بارش کے بعد
بارہا آتی ہے بچو اس کی یاد
بالمقابل شمس کے بنتی ہے یہ
چادرِ رنگین سی دکھتی ہے یہ
ہوتا ہے بوندوں سے کرنوں کا گزر
تو ہمیں قوسِ قزح آئے نظر
قصے جو قوسِ قزح سے ہیں جڑے
سب کے سب وہموں کے ہیں بس سلسلے
ذہن و دل پر چھائی ہے حافظؔ دھنک
اور دھنک میں زندگی کی ہے جھلک

چاند

دیکھ پیلا ہے کس قدر چہرہ
چاند سیارچہ ہے دھرتی کا
لیتا ہے روشنی یہ سورج سے
مانگے ہے زندگی یہ سورج سے
غار بھی ہیں یہاں پہاڑ بھی ہیں
چند خطے بہت اجاڑ بھی ہیں
آکسیجن کہیں نہیں ملتی
اور فضا بھی حسیں نہیں ملتی
قوتِ ثقل کی کمی ہے وہاں
غیر ممکن ہی زندگی ہے وہاں
حافظؔ اس کا نہ یوں تکو چہرہ
چاند سے آگے جاچکی دنیا

چاند گرہن

چاند زمیں کا ذیلی سیارا ہے جو
بیضوی گردش یہ کرتا ہے اے بچو
سورج، چاند، زمیں، گردش کرتے کرتے
تینوں ایک ہی خط میں آتے ہیں پیارے
سورج چاند کے بیچ زمیں آئی دیکھو
سایہ زمیں کا چاند پہ پڑتا ہے بچو
سورج سے ہی چاند کو روشنی ملتی ہے
سورج کے ہونے سے چاندنی کھلتی ہے
چاند گہن کو کالے شیشے سے دیکھو
اس کو ہرگز کوئی تماشا مت سمجھو
اس کو خدا کا ایک کرشمہ تم جانو
چاند کو بندوں کی خاطر تحفہ مانو
دیکھو سائنس کی آنکھوں سے تم گرہن کو
حافظؔ روشن کر لو من کے درپن کو

کہکشاں

حضرتِ انساں کی خاطر ہی بنی ہے کہکشاں
بچو لاکھوں سال پہلے سے سجی ہے کہکشاں
کہکشائیں کتنی ہیں لکھنے سے عاجز ہے قلم
کہکشاؤں کی کبھی گنتی نہیں کر سکتے ہم
کہکشاؤں میں نظر آئے ستاروں کا ہجوم
سورجوں کی کہکشاؤں میں مچی رہتی ہے دھوم
کہکشائیں دو بڑی ہیں کر لو بچو ان کو یاد
دودھیا پٹی بڑی ہے اینڈرومیڈا کے بعد
دودھیا پٹی میں ایک ملین[۱] ستارے پاؤ گے
اینڈرومیڈا میں بھی لاکھوں نظارے پاؤ گے
کہکشاں کے فاصلے لمبے بہت ہیں جان لو
ناپتے ہیں ان کو نوری سال میں بچو سنو
پھیلتی ہیں کہکشائیں رفتہ رفتہ ہر طرف
ہے نئی سائنس میں حافظؔ انہیں حاصل شرف

۱ دس لاکھ

مقناطیس

لوہے کو کھینچتا ہے یہ اپنی طرف سدا
'میگنیٹ' برقی رو کا بھی ہوتا ہے ہمنوا
برقی، سلاخی، نعل نما ہے یہ دوستو
پاؤ گے تم بھی اس کو مشینوں میں ساتھیو
یہ فیکٹری میں وزن اٹھاتا ہے لوہے کا
یہ ڈائنمو میں دیتا ہے حرکات کا پتا
دھرتی کو میگنیٹ کا اک روپ جانیے
ہم کو یہ جکڑے رکھتی ہے یہ بات مانیے
مقناطیسی سوئی کو ہمیشہ گھماتا ہے
قطبوں پہ لوہے کا بھی کھچاؤ زیادہ ہے
لٹکانے پر یہ سمتیں بتاتا ہے دیکھیے
واقع عمل یہ ہوتا ہے کیوں خود ہی سوچیے
حافظؔ کشش ہے تم میں کسی میگنیٹ کی
کھنچ کر تمہارے پاس چلے آتے ہیں سبھی

بجلی

بجلی برقی ہے چنگاری
بجلی نوکیلی سی دھاری
عشری ساعت میں جب آئے
بچوں کو یہ خوب ڈرائے
مثبت منفی برقی پارے
بنتے ہیں بجلی کے دھارے
بجلی زنجیری بھی ہوگی
اور کبھی دو شاخے جیسی
سینٹ ایلموس کی بجلی دمکے
گرجے اور مینارے چمکے
بجلی ہوا کو گرماتی ہے
بن کے قضا بھی یہ آتی ہے
حافظؔ بجلی بن کر چمکو
پھر ہوتا ہے کیا کیا دیکھو

شعاعی ترکیب

پتے پودوں کا باورچی خانہ ہے
ہر دم ہوتی جس میں غذا کی تیاری
پتے کے 'میسوفل' خلیوں میں دیکھو
بچو! غذا بننے کا عمل ہے خود جاری

بچّو! لی جاتی ہے ہوا سے کاربن گیس
پانی جڑوں سے خود کھنچ کر آجاتا ہے
سورج سے کرنوں کی توانائی پاکر
پودا ترو تازہ ہو کر لہراتا ہے

ہے یہ غذا بننے کا عمل نوری ترکیب
دھوپ، ہوا، پانی، پودوں کو ملنے دو
پودے غذا کے بل پر سبز دکھائی دیں
ہر موسم میں کلیوں کو بس کھلنے دو

یہ جو پتوں میں ہے شعاعوں کی ترکیب
حافظ قدرت کی ہے البیلی ترکیب

موسم

سنو بچو موسم ہیں گنتی میں چار
خزاں ، دھوپ ، بارش، مہکتی بہار
خزاں میں درختوں سے پتے جھڑیں
نگاہوں کو سب پیڑ سوکھے لگیں
پسینہ بہے دھوپ میں چار سو
ہے پیاسوں کو پانی کی بس جستجو
پڑے تم کو جاڑے سے جب سابقہ
پیو گرم پانی کو کرکے سدا
ہو برسات جب چھاتا لے جائیے
اور سوئیٹر کو سردی میں اپنائیے
بہاروں میں پیڑوں کی دیکھو بہار
ہے پھولوں کے چہروں پہ ہر دم نکھار
نہ بدلو کبھی سچ کا تم راستہ
کہ موسم بدلتے ہیں حافظ سدا

ہمارے دریا

ہند دریاؤں کا ملک ہے دوستو
حسنِ قدرت کا تم اس کو مسکن کہو
کھیتیاں لہلہاتی ہیں چاروں طرف
گویا سونا لٹاتی ہیں چاروں طرف
خوبصورت یہ جھرنے، یہ جنگل، پہاڑ
کوئی منظر نظر میں نہیں ہے اجاڑ
ہے برہم پتر گویا ہمالہ کی آن
بچو! اس کو کہو آج بھارت کی شان
آندھرا میں بہے بچو گوداوری
اپنے صوبے کی اک شان ہے کاویری
کتنا پاکیزہ ہے دیکھو گنگا کا جل
یہ بڑھاتا ہے اُتّر میں فصلوں کا بل
دیکھیے کس قدر دل نشیں ہے سماں
ایک رحمت ہے دریا بھی حافظ یہاں

سمندر

ہے دریاؤں کا ایک سنگم سمندر
لبھاتا ہے دل کو بہت اس کا منظر
ہے بچو سمندر کا پانی جو کھارا
نہیں ہے ہمیں اس کو پینے کا یارا
خزانہ ہے جو مچھلیوں کا سمندر
مچھیروں کو یہ رزق دیتا ہے اکثر
سمندر میں طوفان اٹھتے ہیں بچو
ڈبو دیتے ہیں کشتیوں کو یہ دیکھو
زمیں پر جو ہے دو تہائی سمندر
کہ خشکی پہ حاوی ہے خود اس کا پیکر
ہیں خشکی میں موجود حیوان جتنے
سمندر میں ہیں ان کے جیسے بہت سے
سمندر پہ سورج کی ہے مہربانی
سمندر نے چادر ہے بادل کی تانی
نرالی ہے حافظ، سمندر کی دنیا
بھیانک ہے دیکھو سمندر کا چہرا

بحرِ اعظم

بچو سات ہیں بحر اعظم
کتنا دلکش ان کا عالم
بحر میں کھوئی دولت ڈھونڈو
ہے پوشیدہ نعمت دیکھو
بحرِ ہند ہے ہند کی شوبھا
اس میں ملتی بہتی گنگا
بحر کا پانی جو نمکیں ہے
پینے کے لائق ہی نہیں ہے
فائدے مند ہیں بحری رستے
بڑھتے ہیں ملکوں کے رشتے
ان پر ہے جو دھوپ کا آنچل
بحروں سے بنتے ہیں بادل
سیرِ جہاں کی کرنا ہے تو
حافظؔ بحری ٹور پہ نکلو

پہاڑ

دشمنوں سے بچائے ہمالہ ہمیں
وہ عطا کرتا ہے بہتے دریا ہمیں
وسط میں دیس کے بندھیاچل جو ہے
ہند کے بیچ میں رنگیں آنچل وہ ہے
پیڑوں پر کوہ کے شہد کے چھتے ہیں
جابجا دیکھیے جھرنے بھی بہتے ہیں
دیکھیے ہر طرف ندّی نالے پہاڑ
لال، پیلے، سفید اور کالے پہاڑ
کام آتے ہیں پربت کے پتھر بہت
ان کے ذریعے بنائے گئے گھر بہت
پتھروں سے ہی قلعے بنائے گئے
فن کے جوہر انہی سے دکھائے گئے
ایک نعمت خدا کی ہے حافظؔ پہاڑ
آج کیوں لگتا ہے جسم اس کا اجاڑ

ہمالہ

ہے بھارت کا اک اونچا پربت ہمالہ
کہ ہے ہند والوں کی عظمت ہمالہ
بڑا خوشنما ہے ہمالہ کا دامن
نظر میں سمایا ہے رنگین گلشن
ملیں گے یہاں بچو رنگیں پرندے
ہاں بگلے، ممولے، کبوتر پپیہے
اے بچو یہاں سے نکلتی ہے گنگا
یہیں پاؤ گے تم برہم پتر دریا
یہ دشمن سے کرتا ہے سب کی حفاظت
ہمیشہ ہمیں اس کی ہوگی ضرورت
ڈھکا رہتا ہے برف سے سردیوں میں
بہاتا ہے دریاؤں کو گرمیوں میں
ذرا غور سے بات حافظؔ کی سن لو
ہمالہ سے اونچے ارادے ہوں بچو

برّ اعظم

ہیں دنیا میں بس سات ہی برّ اعظم
جو باقی ہیں وہ بحر کہلائے ہمدم
زمیں ایک چوتھائی ہے درمیاں میں
کہ ہے تین چوتھائی پانی جہاں میں
جہاں میں ہے سب سے الگ اس کا عالم
کہ ہے ایشیا اک بڑا برّ اعظم
سفید اس کا رہتا ہے ہر وقت چہرہ
کہ ہے برف انٹارکٹکا[1] میں ہمیشہ
بڑا ملک ہے چین دنیا میں بچو
یہ ہے ایشیا بر اعظم میں دیکھو
ہے افریقہ میں گرمی پڑتی زیادہ
وہاں سے گزر ہے خطِ استوا کا
مذاہب بہت سے ہیں جس کی فضا میں
ہے حافظؔ وہ ہندوستاں ایشیا میں

[1] بروزن مستفعلن

صحرا

صحرا ریت کا میداں ہے
سوکھا اس کا داماں ہے
بارش کم کم ہوتی ہے
ہر پل گرمی پڑتی ہے
ناگ پھنی واں کھلتی ہے
ریت کی ندّی بہتی ہے
اونٹ ہے راجہ صحرا کا
ہے یہ گھوڑا صحرا کا
راجستھان میں صحرا ہے
ہند کا دیتا پہرا ہے
ریت کی آندھی آتی ہے
صحرا میں بل کھاتی ہے
حافظؔ وہ دل صحرا ہے
جو قرآں سے بچھڑا ہے

راکٹ

راکٹ وزنی ہوتا ہے
وزن خلا میں کھوتا ہے
منہ ہے نکیلا موٹی دُم
ہوتا ہے یہ خلا میں گُم
دُم میں ہوتا ہے ایندھن
اس کا خلا سے ہے بندھن
پہلے ایندھن جلتا ہے
پھر وہ خلا میں اڑتا ہے
اپنے مدار میں اُڑتا ہے
پھر یہ خلا میں مڑتا ہے
اک وہ کیمرا رکھتا ہے
تصویریں بھی لیتا ہے
حافظؔ مصنوعی راکٹ
لگتا ہے برقی سرکٹ

خلائی سفر

ہم خلاؤں میں جا کر بسائیں گے گھر
تیز تر ہے ہمارا خلائی سفر
کہکشاؤں کے تارے دکھاتا ہے یہ
کچھ انوکھے نظارے دکھاتا ہے یہ
جاتے ہیں جو خلا میں خلائی جہاز
ہم تلک لاتے ہیں وہ خلاؤں کے راز
ہے جو مصنوعی سیارچوں کی نظر
دیتی ہے وہ ستاروں کی ہم کو خبر
اہلِ سائنس نے چاند کی دی خبر
ڈیرا ڈالیں گے وہ اب کے مریخ پر
ہاں فضا میں خلائی جو اڈّے بنے
چند تحقیق کے راستے بھی کھلے
ہے یہ مصنوعی راکٹ کا حافظؔ کمال
ہم کو معلوم ہوتا ہے موسم کا حال

روبوٹ

یہ نئی ایجاد ہے
ہر جگہ آباد ہے
آدمی جیسا ہے یہ
کام کئی کرتا ہے یہ
اس کے اندر ہے مشین
یہ نہایت ہے متین
آنکھیں ہیں روشن چراغ
ہے الیکٹرانی دماغ
یہ کرے ہر ایک کام
آدمی کا ہے غلام
عام ہے ٹکنالوجی
دنیا ہے روبوٹ کی
یہ مشینی آدمی
دین ہے سائنس کی
حافظؔ اک دن آئے گا
عام یہ ہو جائے گا

پٹرول

کالا سونا ہے بچو یہ پٹرول ہے
گرم بازار میں اس کا اب مول ہے
اس کا عربوں سے بچو بہت میل ہے
ہے زمیں کا خزانہ یہ جو تیل ہے
شہر میں ہر طرف ایک ہلچل ملے
اس کے دم سے ہی ہر ایک وہیکل چلے
کار بن کا مرکب ہے سیال ہے
اس کی اک کچی حالت کرسنال ہے
کردیا اس نے عربوں کو اب مالا مال
ساری رونق ہے اس سے یہ اس کا کمال
پٹرو ڈالر جو حافظؔ ہیں عربوں کے پاس
لگتا ہے ساری دنیا ہے اب ان کی داس

ماحولیات

بچو لوگوں سے اپنا بھی اک میل ہے
اپنے اطراف جو ہے وہ ماحول ہے
جانور، پیڑ، پودے ہوں یا آدمی
علم ان سب کا دیتی ہے بیالوجی
یہ مکانات، میداں یہ آب وہوا
کچھ حیاتی نہیں ہیں، نہ ان میں جیا
ہاں 'یکولوجی' سے چلتا ہے یہ پتا
پیڑ پودے ہیں ماحول کے ہمنوا
پیڑ پودوں کو اللّٰہ نے پیدا کیا
جانور اور انساں کی ہے یہ غذا
جان قانون فطرت کا ہے یہ سدا
جانور چند ہیں آدمی کی غذا
پڑھ سبق آج حافظؔ تو ماحول کا
تجھ کو آلودگی کا چلے گا پتا

سواریاں

دیکھو دو بیلوں کی گاڑی
ہوتی ہے قریے کی سواری
گھوڑا جس میں جوتا جائے
بس وہی یکہّ کہلائے
دو پہیوں پر چلنے والی
موٹر سائیکل ہے کہلائی
سیدھی سادی بس کی سواری
ہوتی ہے یہ کار سے بھاری
ٹرین تو بس پٹڑی پہ چلے گی
دور دور تک لے جائے گی
گگن میں اڑتا بھاری پرندا
جہاز ہوائی ہے کہلاتا
جس کو مانے دنیا ساری
راکٹ سب سے تیز سواری

ارتھمیٹک

ارتھمیٹک جس کو کہتے ہیں جناب
زندگی کے کام آتا ہے حساب
مرحلے اس سے ہوئے ہیں حل تمام
لینے دینے کے طریقے ہیں جو عام
مختلف اعداد کا یہ کھیل ہے
جمع، تفریق و ضرب کا میل ہے
اس میں فیصد ہے، کسر اعشاریہ
ہے حساب اس میں کوئی چھوٹا بڑا
ارتھمٹک چُست کرتا ہے دماغ
علم کا روشن کرے ہے یہ چراغ
اس کو رقبہ اور حجم سے بھی ہے کام
ہے ریاضی کا زمانہ ہی غلام
حافظے میں جس کے حافظ ہے حساب
ہے زمانے میں وہی تو کامیاب

الجبرا

ہے یہ عربوں کی ایجاد اے ساتھیو

'ذہن پر جبر' معنی ہے اس کا سنو

ہاں عرب اس کو الجبر کہتے رہے

ذہن کی اجنبی لہر کہتے رہے

یہ عرب سے عجم تک پہنچ ہی گیا

گونجی دنیا میں ہر سمت اس کی صدا

خود کو الجھاؤ اس کے مساوات میں

ہے مزا بچو اس کی ہر اک بات میں

مسئلے اس کے حل خود ہی کرتے ہوئے

زندگی کے مسائل بھی حل ہوگئے

ضابطے اس کے تم یاد رکھو سدا

مشکل آسان ہو جائے گی برملا

یہ ذہانت کو ہے آزماتا سدا

اس کے اسباق حافظؔ ہیں سب سے جدا

جیومٹری

دھرتی کی پیمائش ہے یا جیومٹری

اہمیّت ہے بچو ریاضی میں اس کی

قاسم، چندا، گنیا اور پرکار بھی ہے

جیومٹری سے ہر بچہ کو پیار بھی ہے

آؤ بنائیں چوکونے خاکے پیارو

کاغذ پر خط زاویے کھینچو اب یارو

خاکہ کشی میں تم کو مہارت حاصل ہو

جیومٹری میں بچو شہرت حاصل ہو

انجنیر نگ میں جیومٹری کام آئے گی

پیمائش دھرتی کی کرتی جائے گی

جیومٹری کی یوں بھی نمائش کرتے ہیں

چاند ستاروں کی پیمائش کرتے ہیں

حافظؔ جیومٹری کو دلچسپی سے پڑھاؤ

بچے بچے کو جیومٹری سکھلاؤ

صفر

صفر ہند والوں کی ایجاد ہے
صفر ذہن میں سب کے آباد ہے
صفر کا ہے مطلب کہ 'کچھ بھی نہیں'
صفر پھر بھی لگتا ہے کتنا حسیں
صفر کی تو کچھ بھی حقیقت نہیں
صفر کی زمانے میں قیمت نہیں
صفر جب بھی اعداد سے ملتا ہے
یہ قیمت ہی اپنی الگ دیتا ہے
یہ تقسیم و ضرب و جمع میں ملے
ریاضی کے آنگن میں پل پل کھلے
صفر دائیں جانب میں ہے دس گنا
مگر بائیں جانب گھٹا نہ بڑھا
صفر ضرب سے بھی صفر ہی رہے
کہ تقسیم سے یہ کبھی نہ گھٹے
نتیجہ ہے جیون کا حافظ صفر
بناؤ یہاں صرف نیکی کا گھر

عادِ اعظم

ضرب اور تقسیم تم پہلے سیکھو
تو پھر عادِ اعظم تلک خود ہی پہنچو
جو اعداد میں ہے بڑا جزوِ ضربی
وہی عادِ اعظم کی ہے بچو کنجی
کشادہ ہے اعداد میں اس کا عالم
کہ اک مشترک جز ہے یہ عادِ اعظم
جو ہوں غیر تقسیم اعداد حاصل
تو کر مشترک جزوِ ضربی کو شامل
یہی عادِ اعظم بنے گا ہمیشہ
کہ اعداد سے عادِ اعظم ہے چھوٹا
کرو مشق اب عادِ اعظم کی بچو
کہ حافظ سے تم اس کو ہر روز سیکھو

اعشاریہ

ایک کا جز ہوتا ہے اعشاریہ
سالمیّت کھوتا ہے اعشاریہ
مشق اس سے ہوتی ہے تقسیم کی
قوت اس سے بڑھتی ہے تفہیم کی
کسر کے اعداد کی تقسیم سے
ہندسے اعشاریہ کے مل گئے
لفظِ عشرہ سے بنا اعشاریہ
دسواں حصہ ہے اسے سمجھو ذرا
یہ کسر سے رابطہ گہرا رکھے
چھوٹی قیمت کی بھی پیمائش کرے
ارتھمیٹک کا ہے یہ روشن نشاں
بچوں کا لیتا ہے یارو امتحاں
کہتے ہیں حافؔظ جسے عشری نظام
ہے ریاضی میں بہت مشہور نام

کسر

جز اکائی کا ہے کسر صاحب
ہے ریاضی میں معتبر صاحب
کسر اعشاریہ کی ہے معکوس[1]
اس پہ اعشاریہ کا ہے ملبوس
کسر واجب ہے غیر واجب بھی
یہ مرکب کبھی کبھی ہوگی
نیچے اوپر جو دو عدد ہوں گے
وہ تو سالم عدد کا رد ہوں گے
سالم و کسر کو ملانے سے
اک مرکب کسر کو پاؤ گے
خط کے اوپر شمار کنندہ[2] ہے
پاؤ گے تم نسب نما نیچے
حافؔظ اس کا ہے کتنا گہرا اثر
کسر چھوٹی ہے دل نشیں ہے مگر

۱ اُلٹی، ۲ بروزن شمار کندہ، کسر کو ’فاع‘ اور ’فعل‘ دونوں اوزان پر باندھا گیا ہے۔

قوت نما

یہ عدد کے سر پہ ہوتا ہے جناب
اس سے ہو جاتی ہے قوت بے حساب
پاؤگے اعداد میں الجبر کے
ہے یہ کوچے میں ریاضی شہر کے
ہوگی کیا اس کی علامت پوچھیے
واقعی جو ہے حقیقت پوچھیے
یہ کبھی منفی، کبھی مثبت بھی ہے
اس میں کمزوری بھی ہے شدت بھی ہے
گھٹتی ہے منفی سے قیمت دیکھیے
بڑھتی ہے مثبت سے قوت دیکھیے
ملتی ہے کسروں میں بھی قوت نما
دور تک ملتا ہے اس کا سلسلہ
مطلبِ قوت نما کو جانیے
ہے سبق دلچسپ یہ اب مانیے

کیمیا

پوچھتے ہو تو سنو تم کیا ہے علم کیمیا
تجربہ گاہوں کا اک حصہ ہے علمِ کیمیا
اس کے معنیٰ چکنی مٹی کے لیے مخصوص تھے
راہ بر بچو مگر طب کا ہے علمِ کیمیا
آکسیجن گیس کی مانند ہر اسکول میں
ذہن میں بچوں کے یوں پھیلا ہے علمِ کیمیا
کس طرح دھاتیں نکالی جاتی ہیں کس خاک سے
بچو یہ سب ہم کو بتلاتا ہے علمِ کیمیا
صاف پانی کیسے رکھا جائے یہ بھی سیکھیے
اپنی صحت کا ذریعہ بھی ہے علمِ کیمیا
جانیے ہوتا ہے کیا ترشوں کا آپس میں عمل
الکلی کیا شے ہے دکھلاتا ہے علمِ کیمیا
درجہ بندی یہ عناصر کی بھی اے حافظؔ کرے
سالمہ کا علم سکھلاتا ہے علمِ کیمیا

مادّے کی حالتیں

مائع ، ٹھوس اور بچو! گیسیں
مادے کی ہیں تینوں شکلیں
لکڑی، پتھر، لوہا، دیکھو
ٹھوس کہو ، ان سب چیزوں کو
دودھ اور پانی جیسی چیزیں
مائع کو سیّال بھی کہیے
مادہ کو اک جال بھی کہیے
مائع ہیں یہ مائع بولیں
گیس کسے کہتے ہیں؟ بولو
یاد ہمیشہ رکھو بچو
تم نے ہوا کا نام سنا ہے
گیس اسی کو ہم نے کہا ہے
آکسیجن کو مثال سمجھو
حافظؔ جی کا کمال سمجھو

جوہر

حقیقت میں اک چھوٹا ذرّہ ہے جوہر
مگر خود توانائی کا ہے یہ پیکر
بموں کو بناتے ہیں جوہر سے بچو
بناوٹ کو تم آج جوہر کی دیکھو
پروٹان ہیں اس کے مرکز میں بچو
الیکٹران ہیں اس کے اطراف دیکھو
پروٹان اک برق پارہ ہے مثبت
الیکٹران کی منفی ہوتی ہے صورت
ہے امریکہ کے قبضے میں آج جوہر
بنائے وہ زہریلے ہتھیار اکثر
مسلمان سائنس میں کیوں ہیں پیچھے
پریشان کیوں ہیں یہ تکنالوجی سے
طبعیات کا بابِ روشن ہے جوہر
پڑھو اس کو حافظؔ ہمیشہ سمجھ کر

توانائی

غذا سے توانائی تن کو ملے
ہیں لمبے توانائی کے سلسلے
توانائی جیون کی جیوتی بھی ہے
یہ حرکی و پوشیدہ ہوتی بھی ہے
توانائی طاقت کا ذریعہ بنے
یہ ہر کام کا اک وسیلہ بنے
مشینوں کی بس اہمیت آج ہے
کہ برقی توانائی کا راج ہے
توانائی جس کو کہیں جوہری
بنے اس سے ہتھیار سب ایٹمی
حرارت ہے صورت توانائی کی
نہ ہو بات کیوں کر یہ گہرائی کی
ہے حافظؔ توانائی سے زندگی
کرو قدر ہر پل توانائی کی

آکسیجن

ضروری ہے یہ زندگی کے لیے بھی
دل و ذہن میں روشنی کے لیے بھی
تنفس میں ہم لیتے ہیں آکسیجن
کہ تا عمر چھوٹے نہیں اس کا بندھن
مریضوں کو دی جاتی ہے آکسیجن
اسے اپنی صحت کا تم مانو درپن
ہمیں پودوں سے ملتی ہے آکسیجن
تر و تازہ اس کے ہی دم سے ہے تن من
گھلی رہتی ہے پانی میں آکسیجن
کہ دیتی ہے یہ مچھلیوں کو بھی جیون
ہوا میں اگر آکسیجن نہ ہوگی
تو زندہ زمیں پر بچے گا نہ کوئی
ہوا کو اے حافظؔ نہ آلودہ کرنا
رہے آکسیجن پہ کنٹرول اپنا

آلودگی

گندگی صنعتوں کی ڈالیں گے
جانور بھی یہیں نہائیں گے
گھاٹ دھونے کا جب بنائیں گے
ہو ہی جائے گا دریا آلودہ

وہیکل کا دھواں کدھر جائے؟
چمنیوں کا دھواں بکھر جائے
اور فضا کاربن سے بھر جائے
تو ہوا کا ہو چہرہ آلودہ

راستوں پر سواریوں کا شور
کردیا ہے سپیکروں نے بور
ہے پٹاخوں کی دھویوں کا زور
بن گیا رستہ رستہ آلودہ

ہر طرف ایٹمی دھماکے ہیں
زہر آگیں فضا کے سائے ہیں
لوگ ہر سمت سہمے سہمے ہیں
بادلوں کا ہے چہرہ آلودہ

حیاتیات

ہے دیتا سبق یہ نباتات کا
کہ حیوانوں کا بھی کرے تجزیہ
یہ حیوانوں کی درجہ بندی کرے
اور نباتات کا علم بھی سب کو دے
یہ اسباب بیماریوں کے بتائے
انہیں روکنے کی بھی باتیں سجھائے
سکھاتا ہے یہ طائروں کا سبق
پڑھاتا بھی ہے مچھلیوں کا سبق
سکھاتا ہے جب خون کا یہ سبق
الٹتا ہے بچوں کے دل کا ورق
ہے ریشم کی صنعت اسی کی غلام
کسانوں کے لب پر اسی کا ہے نام
بتاتا ہے اعضائے حِس کے یہ نام
کرو اس کو حافظؔ ہمیشہ سلام

پودے

نظر کو لبھاتے ہیں پودوں کے منظر
حسیں اور نازک ہیں پھولوں کے پیکر
ثمر ان کے بنتے ہیں سب کی غذائیں
یہ بنتے ہیں بیماریوں کی دوائیں
ہمیں ملتی ہے پودوں سے آکسیجن
اگاؤ انہیں دوستو آنگن آنگن
ہر اک پودا خارج کرے آبی ذرے
تنفس میں یہ کاربن جذب کرلے
حسین او ر دلکش ہے پودوں کی دنیا
کرو روز بچو تم ان کا نظارہ
انہیں سے ہے قریوں میں لوگوں کو راحت
کہ پودوں سے شہروں کی بڑھتی ہے زینت
نصیحت یہ حافظؔ کی اے بچو مانو
کہ مکتب کے آنگن میں پودے اگاؤ

پتے

بچو! پتے ہیں درختوں کا لباس
ہے درختوں کی غذا بھی ان کے پاس
ان درختوں میں رسیلے پات ہیں
خود ہی جھڑتے ہیں جو سوکھے پات ہیں
ہیں کلوروفل سے ہی پتے ہرے
تم پڑھو تفصیل ان اسباق سے
پتے پانی کا نبھاتے ہیں نظام
یہ جڑوں سے بھی لیا کرتے ہیں کام
گر گئے ہیں پتے سارے سر بسر
دے گا ہم کو سایہ کیسے اب شجر
کس لیے بچو یہ خوف و ہراس
وقت پھر پہنائے گا اس کو لباس
سرخ اجلے ہوں کہ پیلے پات ہوں
کیوں نہ حافظؔ یہ ہمارے سات ہوں

خلیہ

خلیہ سب سے چھوٹا ہے
جاں داروں کا حصہ ہے
دو قسمیں ہیں خلیوں کی
وہ ہیں نباتی ، حیوانی
خلیوں میں بھی پانی ہے
خلیہ سب کا جانی ہے
یہ ہے اکائی جیون کی
اس سے رکشا تن من کی
خلیے بڑھتے رہتے ہیں
ہم سے یہ کچھ کہتے ہیں
جب بھی مرتا ہے خلیہ
بعدِ فنا بنتا ہے نیا
حافظؔ ہیں کیسے خلیے؟
آئینے جیسے خلیے

دل

مشت برابر ہوتا بچو
خون کی گاگر ہوتا بچو
لب ڈب لب ڈب کرتا ہے یہ
خون بھی تن کو دیتا ہے یہ
شریانوں سے تن تک پہنچے
اور وریدوں سے پھر لوٹے
اعضا قوی اور خانے چار
اذن ، بطن ہیں دو دو یار
پھیپھڑے خوں کی خاطر گلشن
خوں میں مل جاتی آکسیجن
خون، جگر سے جب بھی گزرے
ضبطِ شکر کو خود ہی کردے
حافظؔ دل کی دنیا جیت
دل کو بنا کر اپنا میت

وائرس

جراثیم سے چھوٹا ہے وائرس
ہے لاکھوں کی تعداد میں ہر نفس
نگاہوں سے چھپ کر یہ کرتا ہے وار
کہ لاتا ہے بچو دماغی بخار
یہ اردو میں 'سمّ' جو کہلاتا ہے
کئی روپ رہ رہ کے دکھلاتا ہے
ہیں وائرس کی بیماریاں بے شمار
ہمیں ان سے بچنا ہے ہر لمحہ یار
ہوا اور غذا سے یہ تن میں بسے
لہو میں یہ بیماری بن کر پلے
کسانوں کی قسمت بگڑ جاتی ہے
کہ سموں سے کھیتی اجڑ جاتی ہے
ہیں وائرس کی ہر سمت بیماریاں
زمانے میں انساں کو راحت کہاں
وہ راحت کی چاہت ہو حافظؔ جسے
سدا وائرس سے وہ بچتا رہے

جراثیم

نہایت ہی چھوٹا یہ جاں دار ہے
کہ چاروں طرف اس کی یلغار ہے
جراثیم پھیلائے ہر دم وبا
یہ ہیں جانداروں کے تن میں سدا
یہ آنکھوں کو آتے نہیں ہیں نظر
انہیں دیکھیے خوردبیں سے مگر
ستم لوگوں پر یہ کئی ڈھاتے ہیں
جراثیم بیماریاں لاتے ہیں
جراثیم جو فائدے مند ہیں
فوائد جو ان کے ہیں وہ چند ہیں
جراثیم سے سڑتے ہیں جاندار
یہ بدبو کے ہو جاتے ہیں ذمہ دار
ہے حافظؔ جراثیم سے زندگی
نہیں ہے جراثیم کی کچھ کمی

پرندے

درختوں پہ ہر دم چہکتے پرندے
لبھاتے ہیں بچو رنگیلے پرندے
ہیں دلکش وہ رنگین چڑیوں کی ڈاریں
دکھاتی ہیں پت جھڑ میں بھی یہ بہاریں
جھپٹتی ہیں مردار پر کتنی چیلیں
سہانی ہیں بگلوں کی ہلچل سے جھیلیں
ہے لقوے سے کرتا کبوتر حفاظت
ہے تیتر سے آتی رگوں میں حرارت
ضرورت پہ کرتے ہیں نقلِ مکانی
یہ عادت پرندوں کی ہے اک پرانی
غذا مل کے کھاتے ہیں کوے بھی دیکھو
سبق ایکتا کا پرندوں سے سیکھو
تم اس راز کو آج حافظؔ سے جانو
پرندے غذا بھی دوا بھی ہیں بچو

وٹامن

وٹامن حیاتین کا نام ہے
بدن سے ہمارے اسے کام ہے
حیاتین ‘اے’ مچھلی کے تن میں ہے
یہ سبزی میں گاجر میں مکھن میں ہے
لہو صاف کرتا ہے یہ دوستو
بچاتا ہے بیماریوں سے سنو
حیاتین ‘بی’ سوکھے میوے میں ہے
یہ گیہوں میں چاول میں انڈے میں ہے
حیاتین ‘سی’ سنترے میں ملے
یہ لیمو ٹماٹر میں آلو میں ہے
کمی اس کی لاتی ہے جوڑوں میں درد
کہ بڑھتا ہے دانتوں مسوڑھوں کا درد

وٹامن ہے ‘ڈی’ تیل میں مچھلی کے
یہ مکھن میں اور دودھ میں بھی ملے
حیاتین ‘ای’ مونگ پھلّی میں ہے
یہ پالک گیہوں اور گوبھی میں ہے
ہے حافظ دوا میں وہ اچھی دوا
دوا کی دوا اور غذا کی غذا

صلاحیتیں

غور سے تم معلم کو بچو سنو
جو نہ سمجھو اسے بے جھجک پوچھ لو
ہاں سمجھ کر عبارت کا مطلب پڑھو
ہجے کر کے صفائی سے اس کو لکھو
تم ہر اک شے کے اچھے مشاہد بنو
اپنے اندر مہارت بھی پیدا کرو
سیکھو خاکہ کشی کا ہنر ہر گھڑی
دل میں پھیلے گی خود علم کی روشنی
جمع، تفریق، تقسیم، اعشاریہ
تم کو بھی ہو شعور ان کی پہچان کا
تم کو چوکور خاکوں کی پہچان ہو
ان کو خود ہی بنانے کا ارمان ہو
ہندسوں کو بیاضوں میں اپنی لکھو
منہ زبانی پہاڑوں کو فر فر کہو
خود کی پہچان ماحول میں اب کرو
تن کی تبدیلیوں کو بھی پہچان لو
کنبے کے سارے افراد کو جان لو
رشتہ داروں کی پہچان بھی تم کرو

دوستوں اور غیروں کو پہچان لو
پیشے ماحول کے کیا ہیں یہ جان لو
دل کے جذبات کا گیان ہو تم کو اب
خوف، غصہ، خوشی، رنج ہیں ساتھ سب
خواہشیں کیا ہیں خود اپنی پہچان لو
دوسروں کی بھی رائے کو تم جان لو
زندگی کی ضرورت کو سمجھو ذرا
ہو تمہیں کچھ اصولوں کا بھی اب پتا
اپنی تہذیب کیا ہے یہ پہچان لو
رنگ تہواروں کے کیا ہیں اب جان لو
جو غذائی ہیں اشیا انہیں جان لو
درجہ بندی کو بھی ان کی پہچان لو
پیڑ، پودوں کی پہچان رکھو ابھی
اپنے ہی کام کے جانور ہیں سبھی
تندرستی ہے کیا اس کا تم جانو ڈھب
حفظ کر لو اصولوں کو صحت کے اب
دیکھو بچو سبھی اچھے طالب بنو
تم صلاحیتیں ساری پیدا کرو
کہہ دیا ہے اصولوں کو حافظ نے جب
دیر کرتے ہو کیوں ان کو اپناؤ اب

اچھا شہری

اچھا شہری ایسا ہے
سب سے ملتا جلتا ہے
عادت سے وہ اچھا ہے
انسانوں کا شیدا ہے
دشمن کو بھی یار کرے
ہر مذہب سے پیار کرے
شہر میں سب کا پیارا ہے
سب نے اس کو مانا ہے
اپنا غم کم کہتا ہو
دکھ اوروں کا سہتا ہو
دنگا وہ نہ کرتا ہو
مل جل کر وہ رہتا ہو
حافظؔ اچھے شہری کو
دل کے درپن میں رکھو

شیر

بجاؤ میاں اس کی شہرت کا باجا
کہ ہے واقعی شیر جنگل کا راجا
سناؤ ذرا آج تم گیت اس کے
کہ ہیں مدھیہ پردیش میں اجلے چیتے
کئی دھاریاں اس کے تن پر سجی ہیں
ہیں چمکیلی آنکھیں مگر کچھ بڑی ہیں
یہ سرکس میں کرتب دکھاتا ہے بچو
تماشائیوں کو لبھاتا ہے بچو
تو چڑیا گھروں میں اسے دیکھ آؤ
جو تصویر کاغذ پہ اس کی بناؤ
جو تاریخ سے بچو کچھ آگہی ہے
اسے ٹیپو سلطاں سے نسبت بڑی ہے
میاں سیکھو حالات سے لڑتے رہنا
سدا شیر کی زندگی جیتے رہنا
اندھیروں میں جیون کے رہیو نہ گم سم
کلیجہ اے حافظؔ رکھو شیر کا تم

سرکس

بچو سرکس آیا ہے
گھر گھر اس کا چرچا ہے
ہاتھی، چیتے، بندر سب
کرتب دکھلائیں گے اب
سرکس فن کا ذریعہ ہے
خوشیوں کا اک ریلہ ہے
چارلی شیر سے کھیلے ہے
مشکل کیسی جھیلے ہے
بچو سرکس کیسا ہے
اچھا کھیل تماشا ہے
حافظؔ سرکس دیکھیں آؤ
افسردہ ہو دل بہلاؤ

کرکٹ

کچھ اگاڑی دیکھیے اور کچھ پچھاڑی دیکھیے
کھیل میں کرکٹ کے ہیں گیارہ کھلاڑی دیکھیے
دوستو دو ٹیموں کا یہ کھیل انوکھا دیکھیے
بلے بازی اک کرے تو دوسرا بالنگ کرے
پانچ روزہ جو ہے کرکٹ اس کو کہتے ٹسٹ ہم
پھر بھی ونڈے گیم کو کہتے ہیں سب سے بسٹ ہم
سب سے پہلے کھیل انگلستاں میں یہ کھیلا گیا
بچو پھر گونجی زمانے بھر میں کرکٹ کی صدا
فیلڈنگ بھی ہے ضروری اچھے کرکٹ کے لیے
ہر کھلاڑی کے لیے بس مشق اچھی چاہیے
چوکا لگتا ہے تو خود میداں سے باہر گیند ہے
چھکے سے ایک شاٹ میں لوگوں کے اوپر گیند ہے
ساری دنیا کو ہے حافظؔ آج کرکٹ کا جنوں
ہر گلی کوچے میں تم پاؤ گے اب اس کا فسوں

جنگ

کس قدر کھوکھلی نمائش ہے
جنگ طاقت کی آزمائش ہے
جنگ بس ظالموں کا شیوہ ہے
خون میں ڈوبا اس کا چہرہ ہے
جب بھی دو ملک جنگ لڑتے ہیں
جلتے ہیں جسم، گھر اجڑتے ہیں
جنگ امن و اماں کی قاتل ہے
جنگ کرتا ہے جو وہ جاہل ہے
جنگ حیوانیت دکھاتی ہے
خون کے اشک یہ رلاتی ہے
جوہری اسلحات کو روکو
لوگو! شیطانی ہاتھ کو روکو
ظالموں کی یہ ہمنوا ٹھہری
جنگ حافظؔ بری بلا ٹھہری

لڑکیوں کی تعلیم

ضروری ہے ہر ایک لڑکی کی تعلیم
نئی طرز سے ہو ہر اک گھر کی تنظیم
پڑھائی لکھائی سے خود کو سجائے
کہ پردے میں رہ کے وہ تعلیم پائے
زمانہ سے پیچھے کبھی رہ نہ جائے
کہ تکنیکی تعلیم بھی آج پائے
نتیجے جو سالانہ پرچوں کے نکلے
تو لڑکوں سے ہیں لڑکیاں آگے آگے
وہ ان پڑھ جو رہ جائے تو ایک لعنت
پڑھی لکھی لڑکی ہے کنبہ کی عزّت
سدا لڑکیوں کو پڑھاؤ لکھاؤ
زمانے میں جینے کے قابل بناؤ
چلاتی ہیں وہ گھر کی گاڑی کو بچو
کماتی ہیں خود روزی روٹی بھی دیکھو
یہی بات حافظؔ جی سب کو بتائیں
کہ تعلیمِ نسواں کو لازم بنائیں

سخاوت

سخاوت ہے نیکی کا اک بہتا دریا
کہ بچو بخالت ہے خود جلتا صحرا
سخاوت میں حاتم کا ثانی نہیں ہے
سخاوت امر ہے یہ فانی نہیں ہے
سخاوت امیروں پہ ہے فرض بچو
غریبوں کا یہ حق ہے تم آج سن لو
سخاوت ہے ایمان کا ایک حصہ
ہے برکت کا ذریعہ سخاوت کا سایہ
سخی کا ہے کیا مرتبہ تم یہ جانو
ہے جنت میں اس کی جگہ تم یہ مانو
میاں ہوگی ہر وقت رب کی عنایت
کفایت کے ہمراہ کرلو سخاوت
اے حافظؔ سخاوت ہر اک لمحہ کرنا
سخی بن کے جینا سخی بن کے مرنا

مُعلّم کی قدر کرو

خدا کو کہو سب سے اعلیٰ معلم
زمان و مکاں کا وہی تو ہے حاکم
ہیں امت کی خاطر پیمبر معلم
ہر اک نسل کا خود ہے رہبر معلم
مریدوں کی خاطر ہے مرشد معلم
ہے عرفانِ حق کا، جہاں میں یہ عالم
معلم میں ماں باپ کا پیار دیکھو
یہ ہے علم و اخلاق کا یار دیکھو
ہے ماں باپ کے پاؤں کے نیچے جنت
معلم کے قدموں تلے ہے صداقت
معلم سے ملکوں کی قسمت بنی ہے
معلم سے ذہنوں کی قوت بنی ہے
معلم نے ہی کیمیا گر بنائے
دلوں میں محبت کے بھی گھر بسائے

اسی نے سیاست کے قائد بنائے
معلم نے کیا کیا نہ جوہر بتائے
وکیل و حکیم اس نے ہی تو بنائے
اسی نے طبیعات کے در سجائے
اسی نے سبق اقتصادی دیا ہے
جو اس کی صدا ہے وہ سچ کی صدا ہے
معلم نے لاکھوں مقرر بنائے
معلم نے کیا کیا مصور بنائے
اسی نے لسانی سبق کو پڑھایا
اسی نے زمانے کا نقشہ دکھایا
اسی نے دیا درس جغرافیہ کا
ہوا علم ہم کو فضا اور ہوا کا
اسی نے ہمیں روز قرآں پڑھایا
گناہوں سے ہر لمحہ ہم کو بچایا
تھے ادریس علیہ السلام اک معلم
کہ درس اور تدریس کے تھے وہ خادم

کرو قدر استاد کی دنیا والو
اسے قعر گمنامی سے اب نکالو
کدورت سے لوگو کرو دل کو صاف اب
معلم کی عظمت کا ہو اعتراف اب
نبیؐ دین و ایمان کے تھے معلم
حدیث اور قرآن کے تھے معلم
تھے ذاکر حسین ایک استادِ کامل
انہیں ہند کی تھی صدارت بھی حاصل
مثالی معلم تھے رادھا کرشنن
کہ تھے گیان کے ایک روشن وہ درپن
ذرا اپنے بچوں کو اُردو پڑھاؤ
انہیں کنڑا اور انگلش سکھاؤ
کہاں اب معلم کا وہ مرتبہ ہے
سنے کون اس کی جو زخمی صدا ہے
معلم کو اعزاز سے اب نوازو
ہر اک گام پر اس کے حق میں دعا دو
ہے شاعر جو حافظ تو استاد بھی ہے
یہ ناشاد ہے اور کچھ شاد بھی ہے